واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون

یہ رسالہ معہ براہین وادلہ تصنیفات سے جامع معقول ومنقول حاوی
فروع واصول کشاف دقایق الٰہی حلال رموز نامتناہی عالم یگانہ فاضل
زمانہ قابل دہر علامۂ عصر عالیجناب فیضمآب مولانا مولوی زاہد حسین صاحب
ادام اللہ ظلال اجلالہ علی مفارق المعتقدین
المسمّٰی بہ

تنقیح الکلام فی منع القرأۃ خلف الامام

برای نفع خاص وعام بدرستی تمام باہتمام کمترین سراپا نیاز محمد جمال الدین اعجاز

در مطبع فردوسی مدراس باہتمام طبع پوشید
سنہ ۱۳۰۹



ای احد قدیم وای صمد واجب التعظیم ولازم التکریم وای معروف بفضل و عطا
وای موصوف بصفت احد اوای مکون اکوان بکاف ونون کن فیکون وای موجود بی علت
وای معبود ہر ملت وای منور ظلمات قوالب وای مصور ہیأت مطالب وای خالق نار و نور
وای رازق مار و مور وای کشایندۂ ابواب رحمت وای نمایندۂ اسباب مغفرت و **نفایس**
صلوات طیبات و شرایف تحیات زاکیات نثار مرقد منور و مشہد معطر حضرت خاتم رسل
ہادی سبل خاتم ختم نبوت گوہر شمع رسالت معدن ارباب سعادت ماحی اہل شقاوت حضرت
سید المرسلین و خاتم النبیین و شفیع المذنبین و امام المتقین ماہ فلک سیادت خورشید سپہر
سعادت سید السادات و سند السعادات صدر کاینات بدر موجودات خواجہ کونین رسول
الثقلین ہادی دارین امام الحرمین الشریفین جد الحسنین ندیم خلوتگاہ قاب قوسین علیہ
افضل الصلوات واکمل التحیات و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ الماجدین اجمعین ؛
امابعد بندۂ خالق کونین عاصی زاہد حسین عفا اللہ عنہ خدمات بابرکات جمیع



مومنین مقلدین کے التماس کرتا ہے کہ درین آوان فاسد وزمان کاسد بلدہ ترچناپلی مین مولوی سید نظام الدین صاحب فخری کی تشریف آوری ہوی اور اونسے مطابق اپنے لامذہبی کے چند مسایل وخصایل تشہیر کئے۔ اتفاقاً یہہ بندہ ہیچمدان بہی بلدہ مذکور مین وارد ہوا مومنین مقلدین کہنے لگے کہ طالع ما زاہد ہوا الغرض چند روز کے بعد مولوی صاحب مذکور نے چند سوالات اس بندے کے نام پر ارسال فرمائے وے سوالات معہ جوابات یہہ ہین۔

قولہ سوال اول دلایل شرعیہ باتفاق ایمہ اربعہ کتنے ہین۔ **اقول جواب** یہہ سوال خارج از مبحث ہے جواب دینے کی کچہہ ضرورت نہین بااین بحکم آیہ واما السایل فلا تنہر متوجہ جواب ہوتا ہون۔ کیا حضرت آپنے نورالانوار کو فراموش فرمایا۔ سنئے دلایل شرعیہ باتفاق ایمہ رحمہم اللہ تعالی چار ہین مگر روافض ومعتزلہ وخوارج ووہابیہ خذلہم اللہ منکر ہین جیسا کہ نورالانوار مین ہے وانما قال ہذا لان بعض الناس ینکر کون القیاس حجۃ الخ۔ **قولہ سوال دوم** نص قرآن مجید اور حدیث صحیح صریح غیر منسوخ ملنے کے عالم مین ضرورت اجماع وقیاس کی ہے کہ نہین۔ **اقول جواب** معلوم نہین غرض انکا اس سوال سے کیا ہی شاید نص قرآن وحدیث صحیح سیدالانس وجان کو کتب متداولہ مین مطالعہ فرماکر اسکے مطابق اپنے پیرو اہل بدعت کو حکم کرنا چاہتے ہین یہہ تو نہ آپ کو جایز ہی نہ آپ کے پیروان مذہب کو باقی رہا کتاب وسنت کے ہوتے پر اجماع وقیاس کی ضرورت ہو یا نہو۔ یہہ بحث باب اجتہاد سے تعلق رکہتا ہی آپ اصول فقہ کو ملاحظہ فرمائیے شک دفع ہوجایگا

قولہ سوال سوم کیا اجماع وقیاس باقتضاہما معارض یا رافع نص قرآنی وحدیث صحیح کے ہوسکتے ہین۔ **اقول جواب** نزدیک جمہور کے نہین ہوسکتے۔ **قولہ سوال چہارم** واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا منع قرات سورۂ فاتحہ خلف الامام کی

مطلقا دلیل ہو سکتی ہے یا نہین ۔ **اقول جواب** واذا قری القرآن مین قرء فقط
ہمزہ سے آپنے تحریر فرمایا ہے صحیح نہین صحیح اسطرح پر ہے کہ ہمزہ کے نیچے حرف ی لکہنے
روایت شریف منع قرأت خلف الامام کے لئے دلیل بیّن ہے اور وہ جوابیہ تحریر فرمائی ہے

قولہ یا اور کوئی آیت اسکی معارض ہے جس سے ہر دو آیت کا حکم ساقط ہوجاکے رجوع حدیث
صحیح صریح کے طرف ضرور ہے **اقول جواب** ان ہر دو آیت مین کچہہ تعارض نہین سمجہہ کی
غلطی ہے ؏ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✤ کیونکہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن
سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ مقتدی بہی قرآن پڑہے اور آیت واذا قری القرآن چہتی ہے کہ مقتدی
خاموش رہے اور یہ بہی قاعدہ مسلمہ ہے کہ ہر دو مین تطبیق دیوین کیونکہ وہ دونو کلام جناب
باری ہے اور ماسوای اسکے حسب حکم حضور پر نور حدیث شریف کے طرف رجوع ہوا تو سرور
انبیا سر دفتر اصفیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من صلی خلف الامام فقرأة الامام
لہ قرأة ارشاد پایا پس ان حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑہنا امام کا قرآن بعینہ پڑہنا مقتدی
کا ہی یعنے جو کوئی نماز پڑہے پیچہے امام کے اور نہ پڑہے قرآن کو تو ہوگا عمل کرنے والا ساتہہ
حدیث من صلی خلف الامام فقرأة الامام لہ قرأة کے پس بحکم آیۃ واذا قری القرآن
خاموش بہی ہے اور آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی تعمیل بہی کر رہا ہی اور آپ سوال
کرتے ہین سورہ فاتحہ امام کے پیچہے نہ پڑہنے پر کتنے دلایل ہین ۔ مرحبا کیا علم و لیاقت اٰپکی ہے
اٰپکو تو دعوی مجتہد عصر ہونیکا ہی پہر دلایل عدم جواز قرأت خلف الامام سب کتنے ہین کرکے
ہمسے سوال کرنا بہت تعجب کی بات ہی آپنے حنفی المذہب کے تمامی دلایل سیکہنے کے لئے اچہا حیلہ
نکالا ہی ؏ آفرین باد برین حیلہ و تزویر جدید ✤ خیر ہمارے امام الائمہ کے دلایل کثیر ہین
انسے چند آپ کی تنبیہ کے لئے حوالۂ قلم کرتا ہون دیکہہ لیجئے ✤

دلیل اول

دلیل اول فرمایا امام مالک رح نے اپنے موطا مین عن ابن شہاب عن اکیمۃ اللیثی
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من
صلوۃ جھر فیھا بالقراۃ فقال ھل قرأ معی منکم احد انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتھی الناس
عن القراۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالقراۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم روایت کیا اسکو امام محمد رح اور ترمذی و نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ
اور طحاوی وغیرہم نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے اس نماز سے کہ جہر کیے
گئی اسمین قراءت پس فرمایا کہ کیا پڑھا ہی ساتھ میرے تم مین سے کسینے ابہی پس کہا ایک شخص نے کہ
ہان مین نے پڑھا ہے یا رسول اللہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بلاشبہ مین
کہتا ہون کہ کیا ہوا مجھکو کہ منازعہ لگتے ہین مجھکو قرآن مین پس باز رہے لوگ پڑھنے سے ساتھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نماز مین کہ جہر کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ساتھ قرات کے جسوقت کہ سنا انہون نے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

دلیل دوم

دلیل دوم روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا روایت کیا اسکو
ابن ماجہ اور نسائی اور ابوداؤد اور مسلم نے یعنے سوای اسکے نہین کہ مقرر کیا گیا ہی امام تاکہ
اقتدا کیا جاوے ساتھ اسکے پس جسوقت کہ تکبیر کہے پس تکبیر کہو اور جسوقت کہ پڑھے پس چپ رہو

دلیل سوم

دلیل سوم روایت ہی عمران بن حصین سے کہ کہا اوسنے وصلی بنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم صلوۃ الظہر او العصر فقال ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الاعلی

فقال رجل انا ولم ارد بها الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیها روایت کی
مسلم اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے یعنے نماز پڑہائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ظہر کی
یا عصر کی پس فرمایا کہ کسنے پڑہا پیچہے میرے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پس کہا ایک شخص نے کہ مین نے
پڑہا تہا اور نہین ارادہ کیا مین نے ساتہہ اسکے مگر بہلائی کا فرمایا کہ تحقیق جانا مین نے کہ تحقیق
بعض تمہارے نے خلجان ڈالا نماز مین میرے ۔ دلیل چہارم اور روایت ہی عمران بن حصین سے — دلیل چہارم
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم صلی الظہر فجعل رجل یقرأ خلفہ بسبح اسم
ربک الاعلی الذی فلما انصرف قال ایکم القاری قال رجل انا فقال قد ظننت
ان بعضکم خالجنیہا روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور طحاوی نے یعنی تحقیق
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نماز پڑہی ظہر کی پس شروع کیا ایک شخص نے پیچہے انکے قرأت
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پس جبکہ فارغ ہوئے فرمایا کون تمسے قرأت کرنیوالا تہا ۔ کہا ایک نے
کہ مین نے پڑہا تہا پس فرمایا کہ تحقیق گمان کیا مین نے کہ تحقیق بعض تمہارے نے خلجان ڈالا میری
نماز مین دلیل پنجم صحیح مسلم مین قتادہ رض سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ — دلیل پنجم
واٰلہ وسلم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنیہا یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم نے نماز پڑہی ظہر کی اور فرمایا کہ تحقیق معلوم کیا مین نے بیشک کہ بعض نے تمہارے
سے خلجان ڈالا نماز مین میرے ۔ اور طرفہ عجیب اور لطیفہ غریب تو یہ ہے کہ صحیح مسلم مین اخیر کے
تینون حدیث شریف کے سوای کوی ایک حدیث باب القرأۃ خلف الامام مین نہین ہے
اور ان تینون روایات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سریہ مین قرأۃ خلف الامام درست نہین کیونکہ
وہ نماز ظہر یا عصر کی تہی ۔ دلیل ششم اور روایت صحیح مسلم کے باب سجود القرآن — دلیل ششم
عن عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القرأۃ مع الامام فقال

٧ سند ہفتم

لا قرأة مع الامام فی شیئ الخ جب سوال کیا اونے زید بن ثابت سے قرأة پڑہنے
ساتھہ امام کے پس کہا زید بن ثابت نے نہین ہے قرأت ساتھہ امام کے الخ **دلیل ہفتم**
اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان
لہ امام فقرأة الامام لہ قرأة روایت کیا اسکو طحاوی نے ساتھہ اسناد متعددہ کے
اور روایت کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف اپنے مین اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو احمد بن
منیع نے اپنی مسند مین اوپر شرط شیخین کے اور ابن ماجہ نے بہی اوسکو روایت کیا ہے

٨ سند ہشتم

دلیل ہشتم فرمایا امام محمد رح نے اپنی موطا مین اخبرنی ابو حنیفہ قال اخبرنا
ابو الحسن موسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انہ قال من صلی خلف الامام فقرأة الامام لہ قرأة پس یہہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط
شیخین کے یعنے روایت کرتے ہین جابر بن عبد اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحقیق کہ

٩ سند نہم

فرمایا آنحضرت کہ جسنے نماز پڑہی پیچہے امام کے پس قرأة امام کی قرأة مقتدی کی ہے **دلیل نہم**
اور روایت کی امام محمد رح نے اپنے موطا مین اخبرنا اسرائیل بن یونس قال حدثنی موسی
بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد قال ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
للناس فی العصر فقرأ رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدامک وکرہت ان تقرأ
خلفہ فسمعہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان لہ امام فان قرأة
الامام لہ قرأة روایت کیا اسکو جابر بن عبد اللہ سے حاکم اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ
اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے یعنے امامت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کے لیے
عصر مین پس پڑہا ایک شخص نے پیچہے آپکے پس ٹہوکا اسکو اوس شخص نے کہ قریب اسکے تہا پس جبکہ

نماز پڑھ چکا اسنے کہا کہ کیون تہو کا تو نے مجکو کہا اونسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
امامت کر رہے تہے تیری اور مکروہ جانا مین نے کہ پڑہے تو پیچہے انکے پس سنا اسکو نبی صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا جسکے لیے ہو امام پس تحقیق قراۃ امام کی اسکے لیے قرأت ہے
۱۰ **دلیل دہم** موطاء امام مالک رح مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی انہ کان
اذا سئل ہل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراۃ
الامام و کان ابن عمر رض لا یقرأ مع الامام یعنے روایت ہی عبد اللہ ابن عمر رض سے
جب سوال کیئے گئے کیا پڑہے کوئی ایک ساتہ امام کے فرمایا جب نماز پڑہے کوئی ساتہ امام کے
پس بس ہے اوسکو پڑہنا امام کا اور نہین پڑہتے تہے ابن عمر رض ساتہ امام کے ۱۱ **دلیل یازدہم**
اور اوسی موطا مین جابر رض سے روایت ہے انہ قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن
فلم یصل الا وراء الامام اس روایت کو ترمذی نے اپنے جامع مین لکہا ہی اور کہا ہذا حدیث
حسن صحیح یعنے جسنے پڑہی ایک رکعت اور نہین پڑہا بیچ اوسکے سورۂ فاتحہ پس نہین نماز پڑہی
مگر پیچہے امام کے ۱۲ **دلیل دوازدہم** ابن ماجہ مین ابی ہریرہ رض سے مروی ہے قال سمعت
ابا ہریرہ رض یقول صلی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم باصحابہ صلوۃ نظن
انہا الصبح فقال ہل قرأ منکم من احد قال رجل انا قال انی اقول ما لی انازع
القرآن یعنے کہا ایکنے فرمایا ابو ہریرہ رض نے نماز پڑہی رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
نے اپنے اصحاب کے ساتہ ظن کرتے ہین ہم وہ نماز صبح کی تہی پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم نے کیا پڑہا تمہارے سے کسینے کہا ایک شخص نے کہ مینے پڑہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم نے کیا ہوا مجکو منازع ہوتا ہی قرآن ۱۳ **دلیل سیزدہم** ابن ماجہ ابو ہریرہ رض
سے اور ابی موسی الاشعری سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اذا قرأ فانصتوا الخ یعنے ابو موسیٰ الاشعری سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبوقت پڑہے امام پس چپ رہو تم الخ دلیل چہاردہم روایت ہی عبد اللہ بن مقسم سے انه سئل عبد الله بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد الله فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شئی من الصلوة روایت کیا طحاوی نے یعنے روایت ہے عبد اللہ بن مقسم سے تحقیق کہ اوسنے سوال کیا عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ سے پس فرمایا وے تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مت پڑھ تو پیچہے امام کے نماز وننمین کوی چیز دلیل پانزدہم روایت ہے ابراہیم نخعی سے ان عبد الله ابن مسعود لم یقرأ خلف الامام لا فی رکعتین الاولیین ولا فی غیرہما یعنے روایت کی ابراہیم نخعی نے تحقیق کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں پڑہتے پیچہے امام کے نہ رکعتین اولین مین اور نہ غیر ان دو مین روایت کی ابو حنیفہ رح نے دلیل شانزدہم اور روایت ہے علقمہ بن قیس سے ان عبد الله ابن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام لا فیما یجہر فیه ولا فیما یخافت فیه لا فی الاولیین ولا فی الاخریین تحقیق کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں پڑہتے تہے پیچہے امام کے نہ نماز جہریہ مین نہ نماز سریہ مین نہ اول کے دو رکعت مین نہ آخر کے دو رکعت مین روایت کیا اوسکو امام محمد رح نے موطا مین دلیل ہفدہم اور روایت ہی ابو حمزہ سے کہ کہا اسنے قلت لابن عباس اقرأ والامام بین یدی فقال لا۔ کہا مین نے ابن عباس سے پڑہون مین اور امام روبرو میرے ہے پس فرمایا مت پڑھ پیچہے امام کے روایت کیا اوسکو طحاوی نے دلیل ہجدہم اور روایت ہے ابی درداء سے انه قال اری ان الامام اذا ام القوم فقد کفیہم فرمایا ابی درداء نے تحقیق کہ امام جب امامت کرے قوم کی پس کافی ہے قراءت امام کی اوس قوم کو روایت کیا اسکو

دلیل چہاردہم

دلیل پانزدہم

دلیل شانزدہم

دلیل ہفدہم

دلیل ہجدہم

۱۹

طحاوی اور نسائی نے **دلیل نوزدہم** روایت ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انہ قال من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ یعنے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے جسنے پڑہا پیچہے امام کے پس نہین وہ طریقہ مستقیم پر روایت کیا اسکو طحاوی نے

۲۰

دلیل بستم اور روایت ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انہ قال من قرأ خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ یعنے فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے جسنے پڑہا پیچہے امام کے پس تحقیق کہ اوسنے خطا کی طریقہ سنت کی روایت کیا اوسکو ابی بکر ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے

۲۱

دلیل بست و یکم روایت ہی سعد بن ابی وقاص سے انہ قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ فرمایا سعد بن ابی وقاص نے دوست رکہتا ہون انگارے بہر دیئے کو منہ مین امام کے پیچہے پڑہنے سے روایت کیا امام محمد رح اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے

۲۲

دلیل بست و دوم اور روایت ہے علقمہ سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے لیت الذی یقرأ خلف الامام ملأ فوہ ترابا کاشکے مین بہر دون مٹی منہ مین اوس شخص کے جو پڑہتا ہے پیچہے امام کے۔ روایت کیا اسکو طحاوی نے۔

۲۳

دلیل بست و سوم اور روایت ہے محمد بن عجلان سے ان عمر ابن الخطاب قال فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا تحقیق کہ فرمایا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو کہ پڑہتا ہے پیچہے امام کے بہر دیا منہ مین پتہر کو۔ روایت کیا اسکو امام محمد رح نے

۲۴

دلیل بست و چہارم روایت ہے زید بن ثابت سے قال من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ یعنے جسنے پڑہا پیچہے امام کے پس نہین ہے نماز اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد رح نے

۲۵

دلیل بست و پنجم روایت ہی الک بن عمارہ سے انہ قال لا ادری کم رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یقولون لا یقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو ابوبکر ابن ابی شیبہ نے یعنے تحقیق

دلیل بست وششم

دلیل بست وہفتم

کہ مالک نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین کہ کسی شخص اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ سب

٢٦

کہتے تہے کہ نہ پڑہے پیچہے امام کے **دلیل بست وششم** روایت ہے شعبی سے انہ قال

ادرکت سبعین بدریا کلہم علی انہ لایقرأ خلف الامام یعنے کہا شعبی نے پایا مین نے

ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب کے سب نہین پڑہتے تہے پیچہے امام کے ذکر کیا اسکو کرمانی نے

دلیل بست وہفتم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبنا فبین لنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا

صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا

امین یجبکم اللہ فاذا کبر ورکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع

قبلکم الحدیث وفی روایۃ واذا قرأ فانصتوا یعنے صحیح مسلم مین ہے روایت کیے

ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیشک آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا پس بیان فرمایا واسطے ہمارے طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگون کو

پس فرمایا جسوقت نماز پڑہو تم سب پس سیدہی کرو صفین اپنی پہر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم

مین سے پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم سب

آمین کہو دوست رکہیگا تمکو اللہ تعالی پس جب اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے پس تم سب اللہ اکبر

کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہے قبل تمہارے اور رفع کرتا ہے قبل تمہارے اور ایک

روایت مین صحیح مسلم کے اسقدر زیادہ ہے کہ جب قرأت کرے امام پس جب رہو تم سب

اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنے واذا قرأ فانصتوا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہے

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث مین تعلیم نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتاکید

ثابت ہوئی اور اس تعلیم مین تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قرأت تعلیم نفرمائی اگر

واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ واذا قرأ فانصتوا سے ممانعت ظاہر ہے۔

دلیل بست و ہشتم فاذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن یعنے پس جب کھڑے رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو بعد اوسکے پڑھ تو جو کچھ آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے۔ روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور طحاوی۔ دلیل بست و نہم ۲۹ آیت کلام ربانی ہے فرمایا اللہ جلشانہ نے سورہ اعراف کے آخر میں واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے جب پڑھا جاوے قرآن شریف پس سنو تم اوسکو اور چپکے رہو شاید کہ رحم کئے جاؤ۔

علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل میں شان نزول اس آیۃ مجید کا اسطور پر تحریر فرماتے ہیں

اختلفوا فی سبب نزول هذه الآیة فذهب جماعة الی انها فی القراءة فی الصلوٰة روی عن ابی هریرة انهم کانوا یتکلمون فی الصلوٰة بحوائجهم فامروا بالسکوت والاستماع الی قراءة القران وقال قوم نزلت فی ترك الجهر بالقراءة خلف الامام روی زید بن اسلم عن ابیه عن ابی هریرة قال نزلت هذه الآیة فی رفع الاصوات بالقراءة وهم خلف رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی الصلوٰة وقال الکلبی کانوا یرفعون اصواتهم فی الصلوٰة حین یسمعون ذکر الجنة والنار وعن ابن مسعود انه سمع ناسا یقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفقهوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم کما امرکم الله وهذا قول الحسن والزهری والنخعی ان الآیة فی القراءة فی الصلوٰة وقال سعید بن جبیر وعطا ومجاهد ان الآیة فی الخطبة امروا بالانصات لخطبة الامام یوم الجمعة وقال سعید بن جبیر هذا فی الانصات

دلیل بست و ہشتم

دلیل بست و نہم

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

یوم الاضحی والفطر ویوم الجمعة وفیما یجہر بہ الامام وقال عمر بن عبد العزیز

الانصات لکل واعظ والاول اولیٰہا وھو انہا فی القراۃ فی الصلوۃ لان الایۃ

مکیۃ والجمعۃ وجبت بالمدینۃ یعنے اختلاف کیا علمای مفسرین نے سبب مین نازل ہونے

اس آیت شریف کے پس گئی ایک جماعت مفسرین کی طرف اس بات کے تحقیق کہ نازل ہوی بیچ

قرأت کرنے مین نماز مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ صحابہ باتین کرتے

تہے نماز مین اپنے حاجتون کے پس حکم کیئے گئے واسطے سکوت اور استماع قرأۃ قرآن کے

اور کہی ایک قوم نے نازل ہوی یہ آیت ترک کرنے مین پکار کر پڑہنے پیچہے امام کے روایت

کی زید بن اسلم نے اپنے باپ سے اوسنے ابی ہریرہ سے کہ اوتری یہ آیت بلند کرنے مین آوازون

کے ساتہہ قرأت کے اور صحابہ پیچہے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز مین

اور کہا کلبی نے بلند کرتے تہے صحابہ آوازون کو اپنی نماز مین جس وقت سنتے تہے ذکر جنت

اور دوزخ کا ۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن مسعود سے تحقیق کہ اوسنے سنا لوگ پڑہتے ہین

ساتہہ امام کے پس جب فارغ ہوے نماز سے فرمایا کیا نہین ہے واسطے تمہارے یہہ

کہ تفقہہ کرے اور جسوقت کہ پڑہے جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور خاموش رہو جیسا کہ

حکم کیا تمکو اللہ تعالےٰ نے اور یہ قول حسن اور زہری اور نخعی کا ہے تحقیق کہ یہ آیت

نازل ہوی قرأت مین نماز کے ۔ اور کہا سعید بن جبیر اور عطا اور مجاہد نے تحقیق کہ یہہ

آیت نازل ہوی خطبہ مین حکم کیئے گئے خاموش رہنے واسطے خطبہ امام کے نماز جمعہ مین

اور کہا سعید بن جبیر نے یہہ انصات یعنے چپ رہنا خطبہ فطر اور خطبہ ضحی اور یوم الجمعہ

مین ہے ۔ اور اس چیز مین جو امام پکار کے پڑہتا ہے ۔ اور کہا عمر ابن عبد العزیز نے

خاموش رہنا واسطے ہر واعظ کے ہے ۔ اور اول اولیٰ ہے ۔ یعنے قول اول جو مفسرین نے

فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوی قرأت کے باب مین نماز مین یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم قرأت
کرتے تہے پیچہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور نماز جمعہ مدینہ
منورہ مین واجب ہوی۔ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ بقول صحیح یہ آیت شریف خطبہ مین
نہین اوتری اور تفسیر مدارک مین آیت مذکورہ کے ذیل مین مرقوم ہے والجمهور من الصحابۃ
رضی اللہ عنہم علی انها فی الاستماع المؤتم یعنے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اس
امر پر ہے کہ یہ آیت استماع مین موتم کے نازل ہوی۔ اور مولانا کمال الدین حسین کاشفی تفسیر
حسینی مین فرمایا ہے واذا قرئ القرآن وچون خوانده شود قرآن در نماز فاستمعوا له
پس بشنوید مر آنرا وانصتوا وخاموش باشید و با امام تلاوت مکنید لعلکم ترحمون
شاید که رحم کرده شوید انتہی۔ اور فرمایا عمدة المحققین زبدة المحدثین حضرت مولانا شاه
عبد الحق محدث دہلوی قدس سره نے اپنی کتاب فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان مین
ذهب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرؤها فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی
واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون وروی البیہقی انہ
قال اجتمع الناس علی ان هذه الایۃ فی الصلوۃ وقیل هذا ماثور عن ثمانین
نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ عنہم اجمعین انتہی
یعنے حضرت مولانای موصوف فرماتے ہین کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح کا مذہب یہ ہے
کہ نہ قرأت کرے مقتدی سورہ فاتحہ کی خواہ وہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول
جناب عز اسمہ کے یعنے واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون
اور روایت کی بیہقی نے کہ اتفاق ہے تمام مفسرین کا اس امر مین کہ نازل ہوی یہ آیت درباب
نماز کے اور کہا گیا کہ یہ منقول ہے یعنے عدم قرأت خلف الامام اسی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر مدارک

تفسیر حسینی

سے ازانجملہ حضرات خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین۔ ناظرین رسالہ اس روایت
کو بغور ملاحظہ فرماوین کہ باوجود بیہقی رح شافعی ہونیکے دعوی کرتے ہین کہ اجتمع الناس کا یعنے
اتفاق ہے تمام مفسرین کا اور مولانا عبدالعلی بحرالعلوم فرماتے ہین ارکان اربعہ مین
وحجتنا ثانیا قولہ تعالی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
قال احمد اتفقوا علی ان ہذہ الایۃ نزلت فی الصلوۃ وعن مجاہد کان
علیہ الصلوۃ والسلام یقرأ فی الصلوۃ فسمع فتیً من الانصار فنزل
واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے مولانا بحرالعلوم
فرماتے ہین کہ حجت ثانیہ عدم قراءت خلف امام مین آیۃ مذکورہ تحریر فرمائی اور کہا کہ فرمایا
امام احمد حنبل رح نے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ یہ آیت نازل ہوی درباب نماز کے۔
اور مجاہد سے مروی ہے کہ تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قراءت کرتے نماز مین
پس سنے آپنے قراءت ایک جوان انصار سے اوسوقت نازل ہوی آیت واذا قری القرآن الخ
دلیل ششم امام قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن یعنے پس پڑہو تم جو چیز کہ آسان
ہو قرآن سے اور تفصیل اوسکی قریب معلوم کیا جاویگی انشاء اللہ تعالی۔ اگر کوئی کہے کہ
مخالفین بہی احادیث روایت کرتے ہین وجوب قراءت خلف الامام پر۔ دلیل اول
مخالفین جیسا کہ ما اخبرنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل الضبی ان محمد
عبدالجبار بن محمد بن الجراحی انا ابو العباس المحبوبی انا ابو عیسی الترمذی
انا ہناد انا عبدۃ بن سلیمان عن محمد بن اسحاق عن محمود بن الربیع
عن عبادہ بن صامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی الصبح
فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اریکم تقرؤن وراء امامکم

دلیل ششم امام
اگر کوئی کہے کہ مخالفین بہی احادیث
دلیل اول مخالفین

قلنا نعم یا رسول اللہ واللہ قال لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لا یقرأ الفاتحہ یعنے عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نماز پڑہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑہنا پس جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا تحقیق کہ مین دیکہتا ہون تمکو پڑہتے ہین تم لوگ پیچہے امام کے پس کہا ہم لوگون نے ہان بخدا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپنے فرمایا کہ نہ پڑہو مگر الحمد۔ کیونکہ بغیر اوسکے نماز نہین ہوتی۔ اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن کرکے لکہا ہی اور دارقطنی نے کہا کہ اسناد اسکے اچہے ہین اور رجال اسکے ثقات ہین۔ اور خطابی نے کہا اسناد اسکے عمدہ ہین اور حاکم نے کہا کہ اسناد اسکے مستقیم ہین۔ واضح ہو کہ اس حدیث کی صحت مین اختلاف ہے ایک گروہ علماء اوسکی صحت کے قایل ہین جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور کئی علماء نے ضعیف بہی لکہا ہی۔ چنانچہ علامہ زیلعی لکہتے ہین ضعفہ احمد وجماعۃ (دلیل قوی) یعنے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے امام احمد بن حنبل اور ایک گروہ نے اور یحیی بن معین رح نے کہا ہی کہ اس حدیث کا جملہ استثنائیہ صحیح نہین پس ایسی صورت مین ہمکو تحقیق کرنا اور اصول حدیث پر عمل کرنا لازم ہوا۔ یہہ بہی واضح ہو کہ اس حدیث مین اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اوسکے طریقے مین محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے چنانچہ ترمذی سے یہ حدیث منقول ہے اور جسکو ترمذی نے حسن لکہا ہی اوسمین بہی یہی محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے اور محمد بن اسحاق بن یسار خود مختلف فیہ ہے پس جو لوگ اوسکو ثقہ خیال کرتے ہین یعنے ترمذی اور دارقطنی وخطابی وغیرہ وہ لوگ حدیث کو بہی صحیح کہتے ہین اور جو لوگ محمد بن اسحاق کو ضعیف اور غیر مستند جانتے ہین وہ حدیث بہی ضعیف کہتے ہین اور دیکہیے کہ محمد بن اسحاق خود کیسا ہے اور اصول حدیث کے

محمد بن اسحاق کا حال

مطابق قابل سند ہی نہین - واضح ہو کہ یحیی قطان کو سارے ایمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہے اور لکہا ہے کہ جسکو یحیی قطان چہوڑ دینگے ہم لوگ بہی اسکو چہوڑ دینگے محمد بن اسحاق کی نسبت لکہا ہے اشہد ان محمد ابن اسحاق کذاب (میزان الاعتدال) یعنے مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحاق بڑا جہوٹا ہے اور اسیطرح سلیمان تیمی نے اوسکو کذاب لکہا ہی امام مالک رح بہی اسکو دجال لکہا ہی (میزان الاعتدال) اور دار قطنی نے کہا اوسکے ساتہ حجت پکڑ نہین سکتے - اور نسائی نے کہا قوی نہین ہے دیکہو مولانا عبد العلی قدس سرہ بر مسلم نول کشوری صفحہ (۱۴۴) مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکا جرح مفسر ہے اور یہ قواعد حدیث مین ہے کہ جب کسی شخص کو چند آدمی عادل اور ثقہ کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف اور ناقابل استناد کہین تو اگر کوئی شخص عارف بالاسباب اور مستند بوجہ تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا قال الحافظ بن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذالک جماعۃ ولکن محلہ ان صدر بینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ - ایضا کہا حافظ ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر یعنے کسی راوی کو چند آدمی اچہا اور مستند کہین اور چند لوگ اوسکو برا اور ناقابل بتادین تو مقدم یہی رکہا جاویگا کہ وہ ناقابل و بے اعتبار ہے اور عام رکہا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لاکن اوسکا موقع یہ ہے کہ وہ جرح ہو اوس شخص کا جو اسباب جرح کا پرکہنے والا ہے کیونکہ اگر مفسر نہو گا تو اوس شخص کے لئے کچہہ مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہوا جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اس جرح کا بہی اعتبار نہوگا اور یہ مسلم ہے کہ

ستیان بہی قابل سند نہین ۱۲ اسکا جواب نقل کیا اور ایک ہیچ اور دار قطنی ایک جواب

یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا واقف ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراهیم
بن محمد التیمی ما رایت اعلم بالرجال من یحیی القطان یعنے کہا ابراہیم تیمی نے
کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا واقف نہین دیکہا۔ اور نیز اسی مین ہے
کہ امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکہا اور یہ بہی مسلم ہی کہ لفظ کذاب
جرح مفسر ہے پس محمد بن اسحاق لامحالہ ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہین قطع نظر اسکے
محمد بن اسحاق مدلس ہے مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہے
چنانچہ تقریب کے صفحہ (۲۱۵) مین بہی اوسکو مدلس لکہا ہی۔ اور علامہ بدر الدین عینی لکہتے ہین
وفی حدیث عبادۃ محمد بن اسحاق بن یسار وهو مدلس۔ قال النووی
لیس فیہ الا التدلیس بنایہ جلد اول صفحہ (۷۱۱) یعنے حدیث عبادہ مین محمد بن اسحاق
بن یسار ہے اور وہ مدلس ہے کہا نووی نے اسمین نہین ہے مگر تدلیس اور یہ بہی مسلم ہے
کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہین سمجہی جاویگی اور یہ
روایت جو محمد بن اسحاق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہے اسمین محمد بن اسحاق نے
لفظ عن سے روایت کی ہے پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہوگی چنانچہ
بدر الدین عینی رح لکہتے ہین۔ قلنا المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ
عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث
عنہ وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیء بنایہ جلد اول صفحہ (۷۱۱)
یعنے کہتے ہم کہ مدلس عن فلان کہے تو اوسکی حدیث حجت نہوگی سب محدثین کے
نزدیک باینہمہ اوسکو یعنے محمد بن اسحاق کو امام مالک رح نے جہوٹا کہا ہی اور امام احمد رح نے
ضعیف بیان کیا ہی اور کہا کہ اوس سے حدیث صحیح نہین اور ابو زرعہ رازی نے کہا کہ

مدلس ہونا محمد بن اسحاق کا ۱۲

اعتراض بیجا [illegible]

اوسکی کسی شی کا اعتبار نہین کیا جاتا یہی وجہ ہے کہ ابن الملقن نے جب دیکہا کہ اس حدیث کو خطابی وغیرہ صحیح بتاتے ہین اور محمد بن اسحاق بہی روایت مین موجود ہی تو خود یہہ اعتراض کرکے ایک جواب تاویلی نا قابل اعتبار دیا چنانچہ لکہا ہی فان قلت فی اسناده

جواب

محمد بن اسحاق وهو مدلس فكيف يكون حسنا فالجواب ان الدارقطنى والبيهقى وابن حبان رووا باسانيدهم عن ابن اسحاق فزال ذلك

جواب

(دلیل قوی) صفحہ ۶) یعنے اگر تو کہے کہ اس اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس ہے پس حدیث کیونکر حسن ہوگی تو جواب یہہ ہے کہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے روایت کیا اوسکو محمد بن اسحاق سے پس زایل ہوگیا یہ امر دیکہو اتنا تو ابن الملقن کو بہی تسلیم ہی کہ اس روایت مین محمد بن اسحاق مدلس واقع ہوا اور تدلیس لفظ عن سے نزدیک جمیع محدثین کے غیر معتبر ہے باوجود اس بات کے جواب مین کہتا ہی چونکہ دارقطنی وغیرہ نے اس سے روایت کی تو یہ بات جاتی رہی بولنا بڑی شرم کی بات ہے انصاف کا مقام ہے کہ جب بیہقی وغیرہ اپنی کتابون مین موضوع اور ضعیف حدیثین سیکڑون روایت کرتے ہین تو اونکی روایت کردینے سے یہ روایت کیونکر صحیح ہوجاویگی اور محمد بن اسحاق کا عیب کیا جاتا رہیگا (ظل الغمام) اور ماسوا ان امور مذکورہ کے محمد بن اسحاق کو تقریب التہذیب مین شیعہ اور قدریہ ہونیکا الزام بہی لگایا ہے اور کہتا ہی يدلس ورمى بالتشيع والقدر اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود دارقطنی کہتا ہی اوسکے ساتہ حجت پکڑنا نہین ہوسکتا۔

تنبیہ

تنبیہ معلوم کیجیے جب اس حدیث کے راوی مین اتنے عیوب ہون پہر کیونکر وہ حدیث قابل حجت ہوگی اور واضح ہو کہ یہہ حدیث ابوداود مین اور دو طریقون سے مروی ہے

ایک مین نافع بن محمود واقع ہے اور وہ مجہول ہے چنانچہ تقریب التہذیب مین ہے مستور من الثالثہ یعنے وہ پوشیدہ حال ہے طبقہ ثالثہ سے (تقریب صفحہ ۲۶۰)

اور الجوہر النقی مین ہے قال ابن عبد البر مجہول وقال الطحاوی لا یعرف یعنے کہا ابن عبد البر نے کہ وہ مجہول ہے اور کہا طحاوی نے نہین پہچانا جاتا ہے وہ۔ اور دوسرے طریق مین مکحول نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے اور لطف تو یہ ہے کہ مکحول کو عبادہ سے ملاقات نہین ہوی ومکحول قد سمع من واثلہ بن الاسقع وانس بن مالک وابی ھند الداری ویقال انہ لم یسمع من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ھؤلاء الثلث ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی صفحہ ۲۸ جلد ثانی یعنے مکحول نے سنا ہی واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک اور ابو ہند دارمی سے اور کہا جاتا ہے کہ مکحول نے بجز ان تینون کے اور کسی صحابی سے نہین سنا ہی دیکہو ان تینون مین عبادہ کا نام نہین اور حافظ ابن حجر نے تہذیب مین لکہا ہی قال ابوبکر البزار روی مکحول عن جماعۃ من الصحابۃ عن عبادہ وابی الدرداء وحذیفۃ وابی ھریرۃ وجابر ولم یسمع منہم - یعنے کہا ابوبکر بزار نے روایت کی مکحول نے ایک گروہ صحابہ رض سے عبادہ اور ابو درداء اور حذیفہ اور ابو ہریرہ اور جابر سے اور حالانکہ اوسنے کسی سے نہین سنا پس جب مکحول کو عبادہ رض سے ملاقات نہوی تو حدیث متصل نرہی بلکہ منقطع ہوگئی غرض یہ حدیث کسی طرح لایق اعتماد اور قابل استناد نہین رہی ؎

حدیث دوم ما رواہ مسلم وغیرہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القران فہی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ فی نفسک یعنے وہ روایت

۱/ نافع بن محمود کا مجہول ہونا

۲/ مکحول کا عبادہ بن صامت رض سے ملاقات نہ کرنا

حدیث دوم دلیل دوم فی الضمن ہے

جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے نماز پڑہی اور نہ قرات کی اسمین سورہ فاتحہ پس وہ نماز ناتمام ہے تین مرتبہ آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اس حدیث کے ابو ہریرہ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ جب پیچہے امام کے ہون اوسوقت کیا کرین آپنے فرمایا اقرأبھا فی نفسك یعنے اوسوقت غور وفکر اپنے دل مین کر اور طبیعت کو اپنے متوجہ کر اور تدبر اوسکی معانی کا کر پس جو لوگ کہ اس قول ابی ہریرہ سے پڑہنا مقتدی کا ثابت کرتے ہین اوسکا جواب علامہ بدرالدین عینی وغیرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے قال العینی فی شرح البخاری قلت هذا لا یدل علی الوجوب لان المأموم مامور بالانصات فحینئذ یحمل ذلك علی ان المراد تدبر ذلك و تفکرہ انتہی یعنے علامہ عینی شرح البخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ مین جواب دیتا ہون کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قرات مقتدی کے اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہے پس اسوقت محمول ہوگا یہ لفظ اوپر اسکے کہ مراد اس سے غور وفکر کرنا ہے قرات امام کو نہ یہ کہ زبان سے پڑہے قال الزرقانی فی شرح الموطا قیل معناہ تدبرها اذا سمعت الامام ان یقرأها انتہی یعنے محدث زرقانی شرح موطا مالک مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اقرأبها فی نفسك کو بیان فرمایا کہ غور وفکر کرنا ہے سورہ فاتحہ کو جسوقت سنے تو امام کو کہ پڑہتا ہے اسکو وکذا فی المرقاۃ حاشیۃ المشکوۃ لعلی القاری وفی تبصیر العینین ما روی المسلم عن ابی هریرۃ وغیرہ [illegible] علی قراءۃ الفاتحۃ علی الامام والماموم

جواب

بل یدل علی وجوب قراءة الفاتحة علی المنفرد والامام انتہی یعنے تیسیر العینین

مین مرقوم ہے کہ وہ روایت جو مسلم نے ابو ہریرہ وغیرہ سے روایت کی نہین دلالت

کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قرادت سورہ فاتحہ کے اوپر امام اور مقتدی کے

بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر وجوب ہونے قرادت فاتحہ کے اوپر امام کے فقط اور

یہی موافق آیہ کلام ربانی اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون

کے مطابقت رکہتی ہے حدیث سوم ما رواه ابو داود عن ابی هریرة قال

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اخرج فناد فی المدینة انه لا صلوة

الا بقرآن ولو بفاتحة الکتاب فما زاد ولو بفاتحة الکتاب فما زاد

یعنے ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم

نے کہ جا ای ابو ہریرہ پس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتہہ پڑہنے

قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پہر اسپر کچہہ اور زیادہ کرے یعنے علاوہ سورہ

فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ پڑہے انتہی وایضا فیه عن ابی هریرة قال امرنی

رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان انادی انه لا صلوة الا بقراءة

فاتحة الکتاب فما زاد یہہ روایت بہی ابو داود مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے

وہ فرماتے ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم نے منادی کرو ن

مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتہہ پڑہنے سورہ فاتحہ کے پہر اسپر کچہہ اور زیادہ کرے

یعنے چند آیہ یا ایک سورہ انتہی فایدہ ان دونون روایتون سے بہی پڑہنا

سورہ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین بلکہ روایت اول سے مطلق قرادت قرآن

ثابت ہوتی ہے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچہہ بہی قرآن سے قرادت

دلیل سوم مخالفین

وایضا فیه

نکریگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین اول یہ کہ قرأت فاتحہ کو فرض تصور کرین تو آیہ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہی کیونکہ آیہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے قرات عامہ مراد ہے نہ خاص قرأت فاتحہ اور اگر یون کہین کہ وجوب قرأت سورہ فاتحہ اوس سے مراد ہے تو اوسوقت یہ کہا جائیگا کہ بلاشک امام اور منفرد کو پڑہنا سورہ فاتحہ کا اور اوسکے ساتہ ایک سورہ یا چند آیت پڑہنا ہی واجب ہے چنانچہ لفظ فما زاد کا اوسپر صاف دلالت کرتا ہے کہ علاوہ سورہ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر ما تیسر من القرآن پڑہے چنانچہ سنن ابی داؤد مین قبل ان دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوین بتصریح موجود ہے عن ابی سعید قال امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر یعنے ابوسعید فرماتے ہین کہ حکم کئے گئے ہم لوگ یہ کہ پڑہین سورہ فاتحہ اور اسقدر کہ آسان ہو سوای فاتحہ کے ۔ حاصل کلام اس سے یہی ہے کہ یہ حکم امام اور منفرد کو ہی نہ مقتدی کو پس کیونکر مثبتین قرأت خلف امام اوس سے تصور کیا جاوے اگر بالفرض والتسلیم ثابت بہی ہو تو یہ دونون روایت قابل استدلال نہین کیونکہ اون دونون روایتون کا ایک شخص جعفر بن میمون راوی ہے وہ اکثر خطا کرتا تہا کما ھو موجود فی التقریب وقال العینی فی شرح البخاری ان جعفر المذکور فی سندہ ھو جعفر فیہ کلام حتی صرح النسائی بانہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ عینی نے شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور سند مین اس روایت جعفر بن میمون ہے کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہے یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اس امر کی کہ وہ غیر ثقہ ہے پس جب ثقہ ہونا اوسکا نزدیک محدثین کے ثابت نہو تو روایت

اسکی کیونکر قابل احتجاج ہوگی انتہی **حدیث چہارم** لا صلوٰۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنے نہین ہے نماز واسطے اوسکے جسنے نہین پڑہا سورہ
فاتحہ۔ اور تیسیر القاری فارسی شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے دلالت حدیث بر ترجمہ
ظاہر است بدانکہ شافعی رح این حدیث و امثال آنرا متمسک خود ساختہ بہ فرضیت
قرأت فاتحہ قایل شدہ است حنفیہ این نفی را بر نفی کمال و فضیلت حمل میکنند چنانچہ
در حدیث لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد و اتفاق است دریجا کہ نماز ہمسایہ
مسجد در خانہ جایز است و فضیلت جماعت ازوی فوت میشود و در حدیث لا صلوٰۃ
للعبد الآبق نیست نماز بر بندہ گریز پا را بعد از فرماتے ہین پس دلالت آن ظنی است
و ظنی موجب فرضیت نمیباشد و نیز چنانچہ صاحب ہدایہ تقریر کردہ آیت فاقرؤا ما تیسر
من القرآن قطعی است در معنی عموم و حدیث ظنی کہ در ثبوت و دلالت زیادہ بر قطعی
کتاب روا نباشد لیکن موجب عمل است و ما گفتیم کہ خواندن فاتحہ واجب است نہ فرض
تا ابطال قطعی بظنی لازم نیاید یعنے دلالت حدیث اوپر ترجمہ کے ظاہر ہے۔ جان تو
شافعی رح اس حدیث اور امثال اوسکے دلیل اپنی گردان کر ساتہہ فرضیت قراءت
سورہ فاتحہ کے قایل ہوے ہین حنفیہ اس نفی کو اوپر نفی کمال و فضیلت کے حمل کرتے
ہین جیسا کہ حدیث مین لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد کے یعنے نہین ہے
نماز واسطے ہمسایہ مسجد کے مگر مسجد مین اور اتفاق ہے شافعیہ اور حنفیہ کا
اس جاے اس بات پر کہ نماز ہمسایہ مسجد کے گہر مین جایز ہے اور فضیلت جماعت
اوس سے فوت ہوتی ہے اور بیچ حدیث لا صلوٰۃ للعبد الآبق یعنے نہین ہے
نماز واسطے غلام بہاگنے والے کے پس دلالت حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ

حدیث چہارم مخالف شافعیہ وحدیث چہارم

تیسیر القاری شرح صحیح بخاری

بفاتحہ الکتاب کی ظنی ہے اور ظنی موجب فرضیت کی نہین ہوتی ہے اور بہی صاحب
ہدایہ نے تقریر کی ہے کہ آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن قطعی ہے بیچ معنی عموم کے ہے
اور ساتہہ حدیث ظنی بیچ ثبوت اور دلالت کے زیادت اوپر قطعی شے یعنے کتاب اللہ
کے روا نہین ہے لیکن موجب عمل کا ہے اور ہم کہتے ہین پڑہنا فاتحہ کا واجب ہے نہ فرض
تا ابطال دلیل قطعی کی ساتہہ ظنی کے لازم نہ آوے انتہی اور اسیطرح حدیث لا ایمان
لمن لا امانۃ لہ اور حدیث لا دین لمن لا عہد لہ کے نظر کرکے قائلین لا صلوۃ
لمن لا یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو لازم ہوا جیساکہ سورہ فاتحہ کے نہ پڑہنے سے نماز نہین ہوتی
پس اسیطرح امانت مین خیانت کرنیوالا اور عہد شکنی کرنیوالے کو بے ایمان و بے دین یعنے
کافر بولنا پڑیگا اور سوا اسکے آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن جو دلیل قطعی ہے خصوصیت
سورہ فاتحہ کی نفی کر رہی ہے پس معنی آیت شریف کی یعنے پڑہو تم جو آسان ہو قرآن سے
پس اس آیت مین کچہہ خصوصیت سورہ فاتحہ کی نہین چونکہ ثبوت اسکا خبر واحد سے یعنے
دلیل ظنی سے ہی اسلئے ہم قرأت فاتحہ امام اور منفرد کو واجب کہتے ہین نہ فرض اور خود
صاحب بخاری اس حدیث کے نیچے دوسری ایک حدیث لائے ہین جس سے سورہ
فاتحہ کے پڑہنے کا وجوب بہی ثابت نہین ہوتا جیساکہ لکہا ہی دلیل بیست و نہم فاذا قمت
الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ماتیسر معک من القرآن یعنے پس جب کہڑی
رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو پس پیچہے پڑہہ تو جو کچہہ آسان ہو ساتہہ تیرے
قرآن سے روایت کی اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
ابو داؤد اور طحاوی نے اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ اس حدیث سے عدم فرضیت
سورہ فاتحہ کے یہہ ہے لفظ لا کا اس حدیث مین جو مذکور ہے اسم و خبر کو چاہتا ہے

اسم اسکا لفظ صلوٰۃ موجود ہے اور خبر اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
فرمائی پس ہوی حدیث مؤول اور محتمل کسی چیز کی مثل لا صلوٰۃ کاملۃ یا جائزۃ کی پس اگر ہیہ مقدر
خبر لفظ جائزہ کی تو معنی یہہ ہوگی کہ نہین جائز ہے نماز بغیر فاتحہ کے پس دلالت کی آیۃ
شریفہ اور احادیث صحیحہ نے کہ خبر لا کی کاملۃ ہے نہ جائزہ پس ہوی حدیث مؤول
نہ دلالت کریگی بالذات کسی ایک امر پہ بلکہ ہوگی تابع دوسرے قوی دلائل کی اور ماسوا اسکے
اسکے وہی عبادہ بن صامت رضہ کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے اسپر کہ خبر لا کی کاملۃ ہے
اسلئے کہ تمام الفاظ حدیث شریف کے یہہ ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا روایت کیا اسکو مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے اور حدیث ابی سعید خدری رضہ کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مفتاح الصلوٰۃ الطہور وتحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم
ولا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او غیرہا روایت کیا اسکو ترمذی
نے یعنے کنجی نماز کی طہارت ہے اور تحریمہ اسکی تکبیر اور نکلنا نماز سے سلام ہے اور نہین ہے
نماز پوری اوسکی لئے کہ پڑہے الحمد اور سورہ فرض مین یا غیر فرض مین پس حدیث عبادہ بن
صامت رضہ کی اور یہہ حدیث ابی سعید خدری رضہ کی صاف دلالت کرتی ہے خبر لا کی کاملۃ ہے
کیونکہ اگر جائزہ کہین تو لازم آویگی یہہ بات سورہ فاتحہ کے سوا ضم سورہ بہی فرض ہے کیونکہ
یہہ دونون باتین اسی عبادہ بن صامت کی حدیث سے ثابت ہوتے ہین اور اسی کے
مضمون کے مطابق ابی سعید خدری کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے جبتک سورہ
فاتحہ اور ضم سورہ نکرے نماز جائز نہین جیسا کہ امام مالک رح کا مذہب ہے
اور یہہ بہی معلوم کیا چاہئے قرأت فاتحہ امام اور منفرد کے لئے ہے نہ مقتدی کو جیسا کہ اوپر کے

دلائل میں مذکور ہوا اور یہی مروی ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد اور دیگر
علمانے یہی سمجھا ہے ترمذی میں ہے وامام احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان
وحدہ واحتج بحدیث جابر ابن عبداللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم
یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام قال احمد
فہذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب ان ہذا اذا کان وحدہ یعنے لیکن امام احمد بن حنبل
نے پس کہا کہ اس قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنے لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ
بفاتحۃ الکتاب یعنے اسکی نماز نہیں ہوتی جو الحمد للہ نہ پڑھے یہہ کہ جب کوئی اکیلا
پڑھے نماز یعنے مقتدی کو خود قرأت کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا حدیث جابر سے
کہ کہا انہوں نے جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد للہ کے پڑھے تو نماز نہو گی مگر جب کہ وہ امام
کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے پس جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث لا
صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا یہہ جب ہے کہ پڑھنے والا اکیلا ہو اور حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت تھے جب سوال ہوا کہ قرأت
خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپنے کہا تکفیک قرأۃ الامام یعنے تجھکو امام
کا پڑھنا کافی ہے سوال اگر کوئی کہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسکے خلاف میں بھی
مروی ہے تب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا ثابت ہوگا اسوقت ہا نہیں قرأت کا دعویٰ
رد ہوگا جواب اول بر تقدیر ثبوت جسطرح سے وہ دلیل ہمارے لئے قابل حجت

سوال

جواب اول

نہوگی ویساہی مجوزین قرأت کے لئے بہی دلیل نہوگی کیونکہ قاعدۂ اذا تعارضا تساقطا اونپر بہی صادق آتاہے جواب دوسرا بقول آپکے اگر وہ روایت عبداللہ بن عمر رضہ متعارض بہی ہو توہمکو اس سے کچہہ نقصان نہین کیونکہ ہماری وہی ایک دلیل نہین بلکہ اور بہی بہت سے دلائل ہین جیساکہ بالا مذکور ہوئے اور عبداللہ بن مسعود رضہ عنہ نے بہی یہی جواب دیا جب انسے سوال کیا گیا سیکفیک ذالک الامام یعنے اسکے لئے امام کافی ہے اب ہم یہان سے اعتراضات غیر مقلدین کو بیان کرتے ہین جو ہمارے دلائل پر کرتے ہین اور انکے جوابات بہی اسیکے ساتہ لکہتے ہین اعتراض غیر مقلد بر دلیل اول یہہ فقرہ فانتہی الناس الخ یعنے لوگ قرأت سے باز آئے زہری کا قول ہے جیساکہ بہت سے محدثین نے لکہاہے پس مرفوع نہوا لہذا یہہ حدیث حجت نہوگی جواب ہمارا استدلال تو قول زہری پر نہین بلکہ استدلال ہمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے یعنے مالی انازع القرآن پر جسکا صاف مطلب یہہ ہے کہ مقتدی کو قرأت کرنا نہین چاہئے جیساکہ ہم نے اوپر ثابت کیا اسیکے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی قرأت کو چہوڑ دیا دوسرا اعتراض مقتدی آہستہ قرأت کریگا پس اسوقت تنازعہ نہ واقع ہوگا جواب دوم اسطرح سے بہی نہ پڑہنے پر دلیل سوم اور دلیل چہارم دیکہہ لیجئے اعتراض غیر مقلد بر دلیل دوم اس حدیث مین یہہ فقرہ واذا قرأ فانصتوا پر ابوداود نے نقل کیاہے یہہ فقرہ حدیث کا وہم ہے اور یہہ وہم ابو خالد سے ہوا ہے اور سوائے ابوداود کے اور بہی لوگ وہم کرتے ہین جواب واضح ہو کہ اصل اعتراض دو امر پر مبنی ہے ایک یہہ کہ ابو خالد نے وہم کیاہے اور دوسرا یہہ کہ سلیمان تیمی نے اصحاب قتادہ سے مخالفت کی ہے یعنے یہہ فقرہ قتادہ کے اور اصحاب نے روایت نہین کی ہے سو امر اول کا جواب تو یہہ ہے ابو خالد

احمر وہ شخص ہے جس سے بخاری و مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنے
مختصر مین ابو داؤد پر اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے وهذا فيه نظر فان اباخالد الاحمر
هذا هو سليمان بن حبان وهو من الثقات الذي احتج بهم البخاري
ومسلم ومع هذا لم ينفرد بهذه الزيادة بل تابعه عليها ابو سعيد
محمد بن سعد الانصاري دیکھو بنایہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۱۰ - یعنے ابو داؤد
کے قول مین بحث ہے کیونکہ ابو خالد احمر یہہ وہی سلیمان بن حیان ہے اور وہ ایسا ثقہ
ہے کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہے اور پہر وہ اکیلا نہین ہے اس فقرے
کے بڑہنے مین بلکہ اوس کے متابعت کی ابو سعید محمد بن سعد الانصاری نے اور علامہ ماردینی
الجوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند کرکے ثابت کیا ہے اور کہتا ہے وبهذا يظهر ان
الوهم ليس من ابي خالد كما زعم ابو داود یعنے اس سے ظاہر ہوا وہم ابو خالد سے
نہین ہوا ہے جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا باقی امر ثانی کی کیفیت یہہ ہے کہ سلیمان تیمی
نے سب کی مخالفت ہی نہین کی الجوہر النقی مین ہے وقد تابعه على روايته سعيد
بن ابي عروبة وعمر بن عامر فرواه عن قتادة كذلك اخرجه البيهقي من
حديث سالم بن نوح عنهما فبطل قول ابي علي خالف اصحاب قتادة
كلهم یعنے سلیمان تیمی کی روایت پر متابعت کی سعید بن ابی عروبة وعمر بن عامر نے
پس اسیطرح قتادہ سے روایت کی ہے نکالا اوسکو بیہقی نے سالم بن نوح کی حدیث سے
اون دونون سے پس باطل ہوا ابو علی کا یہہ قول کہ سلیمان نے سب اصحاب قتادہ سے
مخالفت کی ہے اب ہم حدیث کے صحت دوسرے قوی دلیلون سے ثابت کرتے ہین
مسلم شریف مین اس فقرے کی نسبت لکہا ہے عندي صحيح یعنے یہہ فقرہ میرے

نزدیک صحیح ہے۔ دیکہو مسلم شریف مع نووی مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۸ اور یہہ مسلم ہو چکا کہ جس حدیث کو بخاری یا مسلم صحیح لکہدین تو وہ بلا شبہ صحیح ہے اور اس قاعدے سے غیر مقلدین کو بہی انکار نہین امام احمد حنبل نے اس فقرے کو صحیح لکہا ہے چنانچہ علامہ زرقانی ابن عبد البر کا قول نقل کرتے ہین ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الامام واذا قرأ فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذہب عن السنۃ وظاہر القران زرقانی جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ (۱۶۱) یعنے شاہد ہے اسپر قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام کے بارہ مین واذا قرأ فانصتوا صحیح کیا ہی اسکو ابن حنبل نے پس کہان جانے کی جگہہ ہے حدیث سے اور ظاہر قران سے امام ابن حزم نے بہی اسکو صحیح لکہا ہے الجوہر النقی مین ہے قلنا وابن حزم صحح حدیث ابن عجلان یعنے کہتے ہین کہ امام ابن حزم نے صحیح لکہا ہے ابن عجلان کی حدیث کو بنایہ مین ہے وصحح ابن خزیمہ حدیث ابن عجلان المذکور وفیہ تلک الزیادۃ بنایہ مطبوعہ نولکشوری جلد اول صفحہ (۷۱۱) یعنے ابن خزیمہ نے عجلانی کی حدیث کو جس مین یہہ بڑہایا ہوا فقرہ مذکور ہے صحیح لکہا ہے اب آؤ اصول حدیث سے جانچ لین اصول حدیث کا یہہ ایک قاعدہ ہے مسلمہ جب راوی کوئی فقرہ دوسری راویون سے زیادہ روایت کرے تو دیکہا جاتا ہے کہ جس راوی نے وہ فقرہ بڑہایا ہے ثقہ ہے یا نہین در صورت اول وہ فقرہ زاید صحیح مانین گے امام نووی کہتے ہین زیادات الثقۃ مقبولۃ مطلقا عند الجماہیر من اہل الحدیث والفقہ والاصول نووی بر مسلم جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰ یعنے ثقہ کی زیادتی مقبول ہے عموماً جمہور محدثین وفقہا واصولیین کے نزدیک اور جب ثابت ہوا کہ ابو خالد احمر ثقہ ہے اور بخاری ومسلم اوس سے سند

لاتے ہین تو اسکا فقرہ بڑہایا ہوا خواہ نخواہ مقبول ہوگا اور اسیطرح سے ابن عجلان کی
زیادتی بہی مقبول ہوگی کیونکہ وہ خود ثقہ ہے اور دوسرے راویون نے اوسکے متابعت
بہی کی ہے الجوہر النقی مین ہے ابن عجلان وثقه العجلی وفی الکمال لعبد الغنی ثقة
کثیر الحدیث وذکر الدارقطنی ان اخرج له مسلم اخرج له فی صحیحه فهذا
کما مر زیادة ثقة وقد تابعه علیها خارجة ابن مصعب ویحیی بن العلاء
کما ذکرہ البیہقی انتہی یعنے عجلان کو عجلی نے ثقہ لکہا اور عبد الغنی کی کمال مین ہے کہ وہ
ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ مسلم نے اپنے صحیح مین اوسکے
حدیث نکالی ہے پس یہہ جیساکہ گذرا ثقہ کی زیادتی ہے اور اسکے متابعت خارجہ بن
مصعب و یحیی بن العلاء نے کی ہے جیساکہ بیہقی نے ذکر کیا غرض اس حدیث کی صحت
مین اب محقق کو کیا بلکہ عامیون کو بہی شک نکرنا چاہیے ظل الغمام اعتراض غیر مقلد
بر دلیل ہفتم اس دلیل مین سوائے جابر رضی اللہ عنہ کے تین راوی ایک مالک بن
اسماعیل جنکو حافظ ابن حجر نے لکہا ہے ثقة متقن صحیح الکتاب عابد تقریب التہذیب
صفحہ (۴۳۳) یعنے ثقہ متقن صحیح الکتاب پرہیزگار ہے دوسرا راوی حسن بن صالح
جنکو تقریب کے صفحہ (۵۵) مین لکہا ہے ثقة فقیه عابد رمی بالتشیع یعنے ثقہ اور
فقیہ پرہیزگار ہے اور اسپر شیعہ پن لگایا گیا ہے باقی یہہ اعتراض کہ شیعہ پن کے گمان سے
اوسکے روایت غیر مقبول ہے کہنا قواعد حدیث کی ناواقفی پر دلالت ہے سوال اگر
کوئی کہے پہلے حدیث جو غیر مقلدین کی دلیل ہے اسمین محمد بن اسحاق بن یسار تہا اسکی
روایت تم لوگ کے نزدیک قابل حجت نہوی بسبب شیعہ ہونیکے پس اس دلیل ہفتم مین
بہی تمہاری حسن بن صالح شیعی ہے پہر کیونکر تمہاری لائی ہوی دلیل مقبول ہوگی جواب

اسکا یہ ہے کہ وہ کاذب ہی اور یہ ثقہ ہے اور وہ جو روایت بیان کیا ہے اپنے
مذہب کو تقویت دینے کی بیان کیے تہے اسلئے غیر مقبول ہے اور اس بات کے آپ بہی مقر ہین
جیساکہ جناب مولوی شاہ رحمت اللہ صاحب دام کرمہ کے مکائین جم غفیر کے روبرو فرمایا (یعنے مولوی نظام الدین صاحب)
کہ مالک اور شافعی اور احمد حنبل اور بخاری اور حضرات شیعہ نے بہی سورہ فاتحہ خلف الامام
پڑہنا لکہا ہے انتہی۔ اور حسن بن صالح نے جو روایت بیان کی ہے اسمین اسکے مذہب
کی کچہ تائید نہین ہے جیساکہ امام نووی شیعون وغیرہ کی روایت کی نسبت اختلاف
نقل کرکے لکہتے ہین ومنھم من قال تقبل اذا لم یکن داعیة الی مذهبه ولا
تقبل اذا کان داعیة وهذا مذهب کثیرین او الاکثر من العلماء وهو الاعدل
الصحیح امام نووی برمسلم مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۳ یعنی اون لوگون مین سے
وہ لوگ جنہون نے کہا ہے کہ قبول کیجاوے گی روایت اوسکے مذہب کے طرف نہ لیجاوے
اور اگر لیجاوے تو غیر مقبول ہوگی اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے اور یہی ٹہیک و صحیح
مذہب ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین ابن سعد کا قول نقل کیا ہے کان
ناسکا عابدا فقیها حجة صحیح الحدیث یعنی طاعت گذار پرہیزگار فقیہ حجۃ
حدیث مین صحیح ہے دیکہو ابن سعد نے حسن بن صالح کو قابل استدلال اور صحیح الحدیث لکہا ہے
باوجودیکہ آگے چلکر اونکو شیعہ بہی لکہا ہے تیسرا راوی ابو الزبیر اسکا نام محمد بن مسلم الاسدی
ہے جسکو علامہ زرقانی لکہتے ہین صدوق روی له الجمیع وله فی الموطا ثمانیة
احادیث زرقانی بر موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ مصر یعنے وہ سچے تہے
اور سب لوگون نے اون سے روایت کی اور موطا مین انکے آٹہ حدیثین ہین اور تہذیب
التہذیب مین ہے قال الساجی صدوق حجة فی الاحکام قد روی عنه

اهل النقل وقبلوه واحتجوا به یعنی کہا ساجی نے وہ سچے ہین اور دلیل ہین احکام مین روایت کی اونسے نقل کرنے والون نے اور قبول کیا اونکو اور حجت پکڑی ہے اونسے غرض یہہ دونون طریقے صحیح اور معتمد ہین اسیواسطے پہلے طریقے کو علامۂ ابن الہمام لکہتے ہین واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین یعنے جابر کی پہلی حدیث کی اسناد صحیح ہین بخاری اور مسلم کی شرط پر اور طریقہ ثانی کی نسبت الجوہر النقی مین ہی ہذا سند صحیح یعنے یہہ سند صحیح ہے یہان بہی غیر مقلدین مطلب حدیث مین جب کوئی تصرف نہ کرسکے تو حدیث کو ضعیف کرنے پر آمادہ ہوئے اونکے اعتراض کی تفصیل یہہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی نے بہت طریقون سے روایت کیا ہی اور ہر طریقے کو ضعیف لکہا ہے چنانچہ منتقی الاخبار مین ہی کہ اس حدیث کے سب طریقون کو دارقطنی نے ضعیف ثابت کیا ہی اور حافظ ابن حجر نے بہی تلخیص مین لکہا ہی کہ اسکے سب طریقے معلول اور ضعیف ہین اور بیہقی نے لکہا ہی کہ حدیث مرفوعًا نہین ثابت ہی البتہ مرسلًا ثابت ہے جواب اصل یہہ ہی کہ دارقطنی نے سب طریقون کو مفصلًا ضعیف لکہا ہی پس اصل ضعیف کرنیوالا دارقطنی ہے اور باقی حضرات اوسکی سند لاتے ہین یا وہی وجہ ضعیف بیان کرتے ہین جو دارقطنی نے ذکر کی پس اوسکو دیکہو کہ وہ طریقہ جو موطا سے منقول ہوا اوسکو دارقطنی نے کیون ضعیف لکہا ہی دارقطنی اس طریقے کی نسبت لکہتے ہین کہ وہذا الحدیث لم یسندہ عن جابر بن عبد اللہ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان وقد رواہ سفیان الثوری وابو الاحوص وشعبۃ واسرائیل وشریک وابو خالد وسفیان ابن عیینۃ وغیرہم عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسلا وہو الصواب اب اس عبارت مین دارقطنی نے دو وجہ ضعیف حدیث کی بیان کی ایک یہہ کہ اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ کی سند سے بجز ابو حنیفہ رح اور حسن بن عمارہ کے اور کسی نے نہین بیان کیا اور ابو حنیفہ رح وحسن ضعیف ہین سو یہہ وجہ ضعیف ایسی ہی کہ خود دارقطنی پر اعتماد باقی نہین رہتا کیا معنی کہ امام ابو حنیفہ رح کو ضعیف کہنا کتنی بڑی غلطی ہو اسیوجہ سے علماء نے صاف لکہا ہی کہ دارقطنی کی یہہ نہایت بے ادبی اور بیباکی ہے چنانچہ علامہ بدر الدین عینی اور علامہ ابن الہمام اور

جواب

یعنی ضعف حدیث کا

مولانا عبد العلی بحر العلوم و دیگر علماء رح نے دار قطنی کی گرفت کی اگر کسو کو امام ہمام ابو حنیفہ رح کے فضایل
اور ثقہ اور عدل معلوم ہونا منظور ہو تو تبییض الصحیفہ مصنفہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی و تاریخ ابن خلکان
اور خیرات الحسان اور احیاء العلوم کیطرف رجوع کرین اور فضائل امام کو ملاحظہ فرما دین یہہ بہی واضح ہو کہ
ایسے اماموں کے شان مین اس قسم کے اعتراضات سے کچہ خلل نہین پڑتا ورنہ کسی امام پر اعتماد نہ رہیگا یحیی
بن معین نے امام شافعی کی نسبت اور شعبی نے امام نخعی پر اور ابن ابی ذویب نے امام مالک پر جرح
و قدح کی ہی مگر اس سے ان حضرات کا ضعیف الروایتہ ہونا ثابت نہین ہوتا پس ظاہر ہوا کہ یہہ وجہ
ضعف حدیث کی ہرگز صحیح نہین ہوسکتی باقی دوسری وجہ ضعف کی دار قطنی نے یہہ بیان کی ہی کہ اس
حدیث کو سفیان ثوری و ابو الاحوص و شعبہ و اسرائیل و شریک و ابو خالد وغیرہم نے مرسلا روایت
کیا ہی نہ مرفوعا لیس یہہ حدیث مرفوع نہوی مگر یہہ اعتراض بہی بالکل بے سر و پا ہے چنانچہ علامہ ابن
الہمام نے اس حدیث کو اور طریقون سے مرفوعا ثابت کرکے لکہا ہے فہولاء سفیان و شریک و جریر و ابو الزبیر
رفعوہ بالطرق الصحیحۃ فیبطل عدہم فیمن لم یرفعہ یعنی ان لوگون نے سفیان و شریک و جریر و ابو الزبیر نے
اس حدیث کو صحیح طریقون سے مرفوع روایت کیا ہی پس ان لوگون کا انہین شمار کرنا جنہون نے رفع نہین
کیا ہے باطل ہوا دیکہو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۳۰۹ غرض اولا تو امام ابو حنیفہ رح کے سوا بہی دوسرے راویون
نے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہی چنانچہ دوسرا طریقہ جو ہمنے مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا مرفوع ہے اور
ابن الہمام نے بہی وہ طریقے نقل کیا ثانیا دوسرے راویون نے بہی نہ روایت کی ہوتی تو صرف امام ابو حنیفہ معترض روایات
کرنا کافی تہا اعتراض غیر مقلد بر دلیل ہشتم دلیل ہشتم کے راویون مین ایک راوی امام اعظم فخر عالم رح
دوسرے راوی ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ ہین جنکی نسبت علامہ بدر الدین عینی لکہتے ہین و ابو الحسن موسی
بن ابی عائشہ کوفی من الثقات الاثبات و من رجال الصحیحین انتہی بنایہ جلد اول صفحہ ۹۰
یعنی ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ کوفی ثقات اثبات سے ہی اور بخاری و مسلم کے رجال مین سے ہی موطاء
امام محمد مصطفائی صفحہ ۹۰ و حافظ ابن حجر لکہتے ہین قال الحمیدی عن ابن عیینہ حدثنا

موسی بن ابی عائشہ وکان من الثقات وقال اسحق بن منصور عن ابن ثقۃ یعنی کہا حمیدی نے
ابن عیینہ سے حدیث کی ہمسے موسی بن ابی عائشہ نے اور وہ ثقات سے تھے اور کہا اسحق بن منصور نے ابن معین
سے کہ وہ ثقہ ہی اور تیسری راوی عبداللہ بن شداد بن الہاد جنکی نسبت حافظ ابن حجر لکھتے ہین عبداللہ
بن شداد بن الہاد اللیثی ابو الولید المدنی ولد علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکرہ العجلی من
کبار التابعین الثقات (تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۳) یعنی عبداللہ بن شداد بن الہاد
اللیثی ابو الولید المدنی پیدا ہوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور عجلی نے انکو بڑی ثقہ
تابعیون سے ذکر کیا ہی جوتھے راوی جابر صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بس اس تحقیقات
سے صاف معلوم ہوچکا کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور گفتگو غیر مقلدین کی اس حدیث شریف مین بیجا ہی اور خاک
چہاننا بے فائدہ ہوا اور اعتراض انکا گوز شتر سا ہوگیا جسکو انہون نے اپنے رسالہ میزان الحق مین
لکہا ہی وہو ہذا اس حدیث کے ہر طریق مین ابو الحسن کوفی ہی پڑی ہوی ہین جنکو علامہ ابن حجر مجہول لکہتے ہین کما
قال ابو الحسن الکوفی مجہول میزان الحق صفحہ ۷) جواب یہہ نادانستگی غیر مقلدون کے حصہ سے دور
ہو نہین سکتی اجی غیر مقلد صاحب علامہ ابن حجر جو مجہول لکہتے ہین وہ ابو الحسن کوفی ہی جسکا نام تقریب مین
مذکور نہین ہی وہ مجہول ہے اور یہہ ابو الحسن جنکو تقریب مین ثقہ اور عابد لکہا ہی اور جنکی توثیق کو ہم نے
اسی بحث مین اوپر ثابت کیا ہی دیکہہ لو اعتراض دوم غیر مقلد اسی حدیث پر جیسا کہ لکہا ہی اور باوجود اسکے مرسل
ہونیکے بغایت ضعف کو پہونچی ہی جواب لاحول ولا قوۃ اس حدیث کے مرسلا صحیح ہونے مین تو کسی
شخص کو بہی شک نہین بلکہ خود اس فقرے سے جو میزان الحق مین نقل کیا ہی کا یصح رفعہ یعنی اس
حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہین خود ثابت ہوتا ہی کہ اس حدیث کے مرفوع ہونے مین گفتگو ہی نہ اسکے
مرسل ہونے مین بلکہ دارقطنی وابن عدی وبیہقی نے اسکو مرسلا صحیح لکہا ہی - دیکہو فتح القدیر جلد اول
صفحہ ۳۹) اعتراض سوم اور جابر بن عبداللہ جو موقوف اس حدیث کے ہین وہ خود امام کے پیچہے قرائت
کرتے تہے اور مقتدیون کے قرائت نکرنیسے عدم جواز صلوۃ کا فتوی دیتے تہے میزان الحق صفحہ ۹) جواب

جہوٹون کا منہہ کالا ہووی یہہ کتنا بڑا جہوٹ ہی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول تو بسند صحیح ترمذی مین موجود
ہی چنانچہ وہب بن کیسان نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا
بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح لکہا ہی
ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی جلد اول صفحہ ۴۴ (اعتراض چہارم غیر مقلد ہزارہا علمای حنفیہ محققین
کیا متقدمین کیا متاخرین خصوصاً امام محمد و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام اسحق و امام سفیان
و شمس الائمہ امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ نے اسکے وجوب پر اجماع کیا ہی میزان الحق صفحہ ۱۶) جواب
کیا غضب ہی کہ ہزارہا علمای حنفیہ کو بہی اسمین شامل کر لیا ہے اسکے رد کرنیکی کوئی ضرورت معلوم نہین
ہوتی کیہہ بات سراسر جہوٹہہ اور افترا ہے یہہ تو ساری خدائی جانتی ہی کہ علمای حنفیہ قرأت فاتحہ خلف
۱۶۳
الامام کو واجب نہین جانتے ہین اب بلاغ المبین کا کذب صریح سنو اور اسپر نفرین کرو بلاغ المبین صفحہ
مین اس حدیث کی نسبت واذا قرأ فانصتوا ابو داؤد سی یہہ نقل کرکے کہ یہہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہے
لکہا ہی کہ ابو خالد مولائی جعدہ بیٹا ہبیرہ مخزومی کا مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی مومنو
ذرا نظر انصاف سے دیکہو یہہ کتنا بڑا کذب صریح ہی اس حدیث مین جو راوی ہی وہ ابو خالد احمر ہے
جسکا نام سلیمان بن حیان جیسا کہ ہم نے اوپر اس حدیث کے بحث مین ثابت کیا ہی اس شخص نے ایک
اور ابو خالد کو بہان فریب دہی سے ظاہر کیا ہی اے برادران اسلام دیکہو یہہ لوگ اس قسم کے کذب
اور دروغ روایات مین کرتے ہین لہذا انسے ہر حال مین پرہیز کرو اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق خیر
دے آمین یا رب العالمین ظل الغمام قولہ سوال پنجم انہین قرأت فاتحہ خلف الامام کے کل احادیث
و آثار ضعیف اور دوسرے علتون سے خالی ہے کہ نہین جواب اگر کسی حدیث و اثر مین آپکو
شک و شبہ ہو تو کتاب لیکے میرے نزدیک تشریف لاوین آپکے شبہ کو دفع کرتا ہون مگر تحریرات
سے انکو فائدہ نہوگا ؎ کسی غور کند در یقین بہ میزان ٭ نو من بحث تقلید قولہ سوال ششم جب ضعف اور
کوئی علت ان احادیث مین پائی جاوین تو وہ معارض احادیث صحیحہ کے ہو سکتے یا نہ جواب

اعتراض چہارم غیر مقلد

جواب

بلاغ المبین کا

کذب صریح

قولہ سوال پنجم

جواب سوال پنجم

آپ اپنے مکانمین تشریف رکہکر اپنے شبہات کو دفع کرناچاہتے ہین اسصورت مین یہہ بندہ آپکے شبہات
کو کیونکر دفع کرسکیگا علم سیکہنے کے لیے کچہہ ننگ و عار نہین تشریف لائیے ہم شبہات کو دور کیجئے جواب
دوم آپکے صحیح کے مقابلے مین ہمارے پیش کئے ہوے احادیث ضعیف وغیرہ ہو تو آپ باقوال معتبرہ اسکار دفرمائی
اور ہماری پرسائی بیجائی فقط دہمکیون سی ہمارا کچہ بگڑتا نہین جواب سوم پہلا حضرت آپکے سوالات کے
جوابات پیش کیا ہون کچہ حق استادی آپکے نزدیک ثابت ہی یانہین قولہ سوال ہفتم ثبوت تعارض کے لیے جو
شرایط کتب اصول مین الخ جواب کیا بہولے ہوے تمام آموختہ کو اس ذریعی سی یاد کرنا چاہتے ہو یہہ شبہہ بہی فہم
ہوگا جب تک کہ آپ روبرو نہین تشریف لاؤگے قولہ سوال ہشتم سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچہے پڑہنے
حنفی مذہب مین مکروہ ہی یاحرام اور اسکے مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سے کیا دلیل ہے جواب
اول آپ سورہ فاتحہ نماز مین پڑہنا فرض ہے کرکے جو دعوی کرکر اوسکی فرضیت کتاب و سنت سی ثابت
نکر سکے اور اب ہمارے سے سوال کرتے ہو کہ مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سی کیا دلیل ہے سخن نگفتہ
ندارد کسے باتو کار ہو و لیکن چو گفتی دلیلش بیار ہے خیر کتاب و سنت سی ممنوع ہونا جواب دوم مقتدی امام
کے پیچہے قرآن پڑہنا مکروہ تحریمی ہی یعنی قریب حرام کے ہے اسپر دلیل کتاب اللہ و اذا
قرئی القرآن الایۃ اور سنت رسول اللہ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا
و اذا قرأ فانصتوا الخ ہے روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے پس پڑہنے والا
فاسق ہوتا ہی و قال الا براھیم النخعی الذی یقرأ خلف الامام فاسق رواہ ابن ابی شیبۃ
الذی ھو من اساتذۃ الشیخین باسناد صحیح اور سوائے اسکے بہت سی دلایل اور [illegible] ہے
ہین قولہ سوال نہم سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچہے پڑہنے کا منع سب فقہائے حنفیہ کے نزدیک ثابت ہی
یا اسمین اختلاف ہی جواب عدم جواز قرأت سورہ فاتحہ مقتدی کے لیے خلف الامام سب فقہائے حنفیہ
کے نزدیک ثابت ہی مگر ایک روایت مین آیا ہی کہ سورہ فاتحہ کا پڑہنا مقتدی کو نماز سریہ مین
مستحسن ہے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کے قول بالکل ضعیف ہی جیسا کہ رد المحتار حاشیہ در المختار مین ہی و المؤتم

لا یقراء مطلقا ولا الفاتحہ صاحب ردالمحتار نے اس قول کے تحت مین کہتا ہی قولہ

ولا الفاتحہ بالنصب معطوف علے محذوف لا غیر الفاتحہ ولا الفاتحہ یعنے

مقتدی نہ پڑہے مطلقا یعنے نہ سورۂ فاتحہ پڑہے نہ غیر فاتحہ وقولہ فی السریۃ یعلم منہ نفی

القراۃ فی الجہریۃ بالاولی والمراد التعریض بخلاف امام الشافعی وبرد ما نسب

لمحمد رح اور قول اسکا فی السریۃ معلوم ہوتا ہے اس سے بطریق اولی نہین پڑہنا مقتدی قرآن کو

نماز جہریۃ مین اور مراد تعریض ہے بخلاف امام شافعی رح کے اور ساتھ رد کرنے اس چیز کو جو نسبت کی

گئی طرف امام محمد رح کے یعنے نماز سریۃ مین امام محمد رح کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑہنا مستحسن ہے اگرچہ جو

لوگ کہتے ہین انکا رد ہے قولہ اتفاقا ای بین ائمتنا الثلاثہ یعنے بالاتفاق ثابت ہے سورۂ فاتحہ

امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک نہ پڑہنا قولہ وما نسب لمحمد

ای من استحباب قراۃ الفاتحہ فی السریۃ احتیاطا یعنے وہ خبر نسبت کی گئی طرف

امام محمد رح کے پڑہنا سورۂ فاتحہ کا مقتدی کو نماز سریۃ مین مستحب ہے احتیاطا قولہ کما بسط الکمال

حاصلہ ان محمدا قال فی کتاب الآثار لا نری القراءۃ خلف الامام فی شیئ

من الصلاۃ یجہر بہ او یسر ودعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک

القراۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین وقد روی الفساد بالقراۃ من عدۃ من

الصحابۃ فاقواہما المنع انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ فرمایا امام محمد رح نے کتاب آثار مین ہم

نہین جانتے ہین ہم مقتدی پیچہے امام کے پڑہنے کے لئے نماز مین خواہ وہ نماز سریۃ ہو یا جہریۃ اور

دعوی کرنا احتیاط کا ممنوع ہی بلکہ احتیاط قراۃ نہین پڑہنے مین ہے کس واسطے کہ عمل کرنا ساتہ قوی

دلیلون کے ہے اور تحقیق کہ روایت کی گئی فساد نماز کی بسبب پڑہنے قرآن کے پیچہے امام کی صحابہ

رضی اللہ عنہم سے اور قوی بات ان ہر دو روایت مین پڑہنا مقتدی کا پیچہے امام کے ممنوع

ہے قولہ انہا ہذا مقابل الاصح یعنے یہ مقابل ہے اصح کا اور رد المحتار مین ہے ویکون

فاسقًا یعنے ہووے گا وہ شخص فاسق یعنے امام کے پیچھے پڑہنے والا فاسق ہوتا
ہے قولہ مروي عن عدة من الصحابة قال في الخزائن وفي الكافي
ومنع المؤتم من القراءة ماثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة

منهم المرتضى والعبادلة وقد دون اهل الحديث اسامیهم
یعنے مروی ہے کئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا خزائن اور کافی مین نہ پڑہنا مقتدی
کا پیچھے امام کے ماثور ہے اسّی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض ان مین سے علے
کرم اللہ وجہہ اور عبادلہ یعنے عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن عباس و
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہین **قولہ سوال دہم** اگر بعض
فقہائی حنفیہ سے سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے ثابت ہو جاوے
توان فقہا کا آپ کے نزدیک کیا حکم اور ویسے فقہاسے اور مسائل مین دلیل
یعنے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہین **جواب** یہہ دہوکا بازی آپ کی
ہے جو آپنے اپنی عبارت مین بعض فقہائے حنفیہ کرکے لکہا ہے
کیونکہ فقہائے حنفیہ سے کسی نے اسکے جواز کو نہین بیان کیا مگر ایک
روایت جو امام محمد رح کے طرف منسوب ہے کرکے بعض فقہا کا قول ہے
وہ بہی آپکے نوین سوال کے جواب مین بخوبی لکہا ہون بغور ملاحظہ فرمائیے
اور آپ کے چوتہے سوال کے جواب مین بہی احادیث نبوی و آثار یاران مصطفوی
سے لکہا ہون نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیے **قولہ** بالفعل اس مسئلہ
فیما بین بحث ہونے سے سوال اس مسئلہ مین ہوا الخ **جواب** اب مین
جناب باری مین التجا کرتا ہون کہ آپکے آبا و اجداد صدہا سال سے
مذہب حقہ یعنے مذہب حنفیہ پر عمل کرتے تہے اور اسیطرح آپ بہی

پیرو اس مذہب حقہ کے تھے اور اب آپ وسوسہ نجدی سے نجدیہ کو دوست
سکھتے ہین خدا یتعالی آپ کو توفیق خیر نصیب کرے آمین یارب العالمین
اور یہ بھی بات آپکو خوب معلوم ہے جو نجدیہ وہابیہ اہل سنت وجماعت
کو مشرک جانتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو اور اہل سنت کے علما کو
قتل کرنا اُن کے نزدیک مباح یعنے گناہ نہین جیسا کہ ردالمحتار حاشیہ درالمختار
کے باب البغات مین لکھا ہے کما وقع فی زماننا عن اتباع عبد
الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین
وینتحلون من الحنابلة لکنہم اعتقدوا انہم المسلمون وان
من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک
قتل اہل السنة وعلمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم و
خرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین
عام ثلث وثلاثین ومائتین والف

تمت



مرقوم بتاریخ دہم صفر سنہ ۱۳۰۸ ہجری مقدسہ